

## بسم الله الرحمن الرحيم الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام ان مسائل کے بارے میں کہ!

- (۱) مالک دکان جس کو دکان دینا چاہتا ہے، اس سے وہ پیسوں کی پگڑی ایڈوانس میں لیتا ہے، مثلاً لاکھ یا دو لاکھ روپے، مالک دکان کا اس طرح دکانداروں سے پگڑی لینا شرعاً کیسا ہے؟
- (۲) ان پیسوں کا مالک دکان کے لئے استعمال کرنا کیسا ہے؟
- (۳) زید نے اپنی مارکیٹ کے لئے ایک میٹر لگایا ہے، بل آنے پر وہ تمام دکانداروں پر برابر تقسیم کرتا ہے، اس میں کچھ دکاندار ایسے ہیں جو بجلی کا استعمال کم کرتے ہیں اور کچھ زیادہ، شریعت کی رُو سے زید کا یہ تقسیم کار بجلی کے بل کے متعلق درست ہے یا نہیں؟

المستفتی: حافظ دلاور  
۰۳۳۴۸۲۵۱۸۲۶

### الجواب حامداً ومصلياً

- (۱) صورت مسئلہ میں مالک دکان کا دکانداروں سے پگڑی لینا شرعاً ناجائز اور حرام ہے، کیونکہ پگڑی کی شرعی کوئی بنیاد نہیں ہے، اصطلاح شرع اور عرف کے اعتبار سے نہ یہ بیع ہے اور نہ اجارہ، لہذا پگڑی پر مکان یا دکان دینا یا لینا شرعاً جائز نہیں ہے۔

فی بحوث فی قضايا فقہیة معاصرة (۱۰۸/۱)

تحقق مما ذكرنا أن بدل الخلو المتعارف الذي يأخذه المؤجر من مستأجره لا يجوز، ولا ينطبق هذا المبلغ المأخوذ على قاعدة من القواعد الشرعية، وليس ذلك إلا رشوة حراماً.

وفي الدر المختار (۵۱۸/۴)

وفي الأشباه لا يجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة كحق الشفعة.

وفي رد المختار (۵۱۸/۴)

(قوله: لا يجوز) قال في البدائع: الحقوق المفردة لا تختم التملك ولا يجوز الصلح عنها.

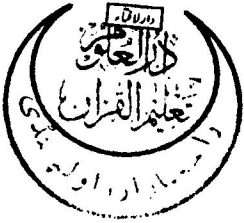
- (۲) پگڑی کی رقم مالک دکان کے لئے استعمال کرنا جائز نہیں ہے، جس سے لی ہو اسے واپس کرنا واجب ہے۔

فی رد المختار (۹۹/۵)

والحاصل أنه إن علم أرباب الأموال وجب رده عليهم، وإلا فإن علم عين الحرام لا يحل له ويتصدق به بنية صاحبه.

و فيه أيضاً (۳۸۵/۶)

ويردونها على أربابها إن عرفوهم، وإلا تصدقوا بها لأن سبيل الكسب الخيث التصديق إذا تعذر للرد على صاحبه.



و في الهدية (٥/ ٤٢٨)

والسبيل في المعاصي ردها وذلك هاهنا برد المأخوذ إن تمكن من رده بأن عرف صاحبه  
وبالتصدق به إن لم يعرفه.

(٣) شریعت کی رو سے ہر وہ عقد جس کو عاقدین باہمی رضامندی سے منعقد کریں، اور وہ شرط فاسدہ سے خالی ہو، اور اس میں کسی کو نقصان کا سامنا نہ کرنا پڑتا ہو، اور نہ وہ عقد جہالت کی وجہ سے جھگڑے کی طرف لے جانے والا ہو، ایسا عقد جائز ہے لہذا صورت مسئلہ میں زید کا صارفین کی رضامندی سے بجلی کے بل کو اس طرح تقسیم کرنا کہ سب پر برابر سراسر بروپے لازم ہوں، درست اور جائز ہے، اگرچہ بعض دکاندار کم بجلی استعمال کرتے ہوں، کیونکہ اس طرح کے معاملات اب عرف میں عام ہو چکے ہیں اور لوگ اس طرح کے تھوڑے بہت نقصان کی پرواہ نہیں کرتے، اور نہ ہی یہ معاملہ کسی سے مجہول رہتا ہے، جیسا کہ آج کل کئی مسافر اور ملازمین ایک کمرہ میں اکٹھے رہتے ہیں، کرایہ، گیس، بجلی کا بل اور دیگر اخراجات سب برابر ادا کرتے ہیں حالانکہ سب کا استعمال ایک جیسا نہیں ہوتا، البتہ اگر دکاندار راضی نہ ہوں، تو پھر ہر دکاندار کے لئے الگ الگ میٹر کا انتظام کیا جائے۔

في الدر المختار (٦/ ٤٤٣)

نہر بین قوم اختصموا ی الشرب فهو بینہم علی قدر أراضیم لأنه المقصود بخلاف اختلافہم فی  
الطریق فینہم ینستون فی ملک رقبته.

وفي رد المختار (٦/ ٤٤٣)

والحاصل: أنه یقسم علی الرءوس سائخانی عن الملتقط ومثله الاختلاف فی ساحة الدار.

و فيه أيضاً (٥/ ٥٨٠)

(قوله كالطریق) الطریق یقسم علی عدد الرءوس لا بقدر مساحة الأملاك إذا لم یعلم قدر  
الأنصباء وفي الشرب متى جمل قدر الأنصباء یقسم علی عدد الأملاك لا الرءوس منیة.

و في بدائع الصنائع (٥/ ٢٧٧)

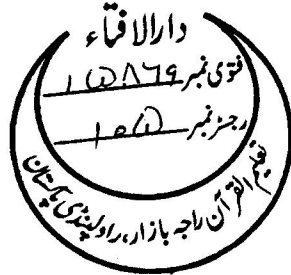
بخلاف الجماعة إذا اختلفوا فی طریق مشترك بینہم أنه لا تحکم فیہ بقعة الدار بل یعتبر فیہ عدد  
الرءوس. فقط واللہ اعلم بالصواب.

ارسلان خان

دارالافتاء تعلیم القرآن راولپنڈی

٢١ / ٢ / ١٤٤٣ھ

27 / 11 / 2021

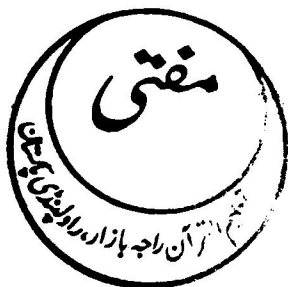


الجواب صحیح

بندہ ضیاء الرحمن

دارالافتاء تعلیم القرآن راولپنڈی

٢١ / ٢ / ١٤٤٣ھ



الجواب صحیح

رضی عنہ

دارالافتاء تعلیم القرآن راولپنڈی

٢١ / ٢ / ١٤٤٣ھ

